2۔ **صحافتی اسلوب زبان کا دیگر اسالیب سے موازنہ۔**

جواب۔

صحافتی زبان کی خصوصیات۔

صحافت ایک عظیم اور حساس جذبہ خدمت کا نام ہے زبان کے زریعے خیالات، احساسات، اور علم وشعور کا اظہار ہوتا ہے زبان ابلاغ کا پہلا اور نمایاں پہلو بھی ہے صحافت کا دارو مدار زبان پر ہی ہوتا ہے اور بہترین بلاغ کے لئے ضروری ہے کہ زبان کے اس کے بہترین وسیلہ اور انداز کو استعمال کیا جائے صحیح مفہوم کے لئے صحیح الفاظ اور صحیح جملے کی ادائیگی اور اس کا استعمال صحافتی تحرویروں کی بنیادی کڑی اور خصوصیت ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ زبان کو آسان اور ہر طبقہ کے لئے فہم بنایا جائے اگرچہ اخبارات اور رسائل میں ہر قسم کا مواد شائع ہوتا ہے لیکن اس میں سے ہر مواد کو صحافتی مواد نہیں کہا جا سکتا ہے صحافتی زبان مخصوص انداز کی حامل ہوتی ہے اور اس میں وہ تمام امور شامل کرنا ضروری ہوتے ہیں جو ایک عام شخص کی سمجھ اور رسائی تک ممکن ہو۔ لہذٰ ہم صحافتی زبان کی تعریف یوں کر سکتے ہیں کہ ''سلیس زبان میں ایسی تحریر پیش کرنا جو واقعیت پر مبنی ہو، جو ہر قسم کے ابہام اور تکرار سے پاک ہو اور جس میں انفرادی تاثر کا اظہار نہ کیا گیا ہو'' صحافتی زبان کہلاتی ہے۔

دیگر اسالیب زبان اور صحافتی زبان: زبان کے کئی طرز اور اسالیب ہیں۔ ان میں صحافتی اسلوب بھی شامل ہے۔ دنیا کا پہلا اسلوب شعری اور ادبی اسلوب کہلاتا ہے۔ تعلیمی اور علمی مسائل کا اپنا الگ طرز ہے۔ مذہبی اور اساطیری زبان جداگانہ اسلوب کی حامل ہے۔ بازاری اور چست زبان کا انداز جداگانہ ہے۔ دفتری اور قانونی مسائل کا بیان علحدہ صحافتی زبان کا ان دیگر اسالیب سے موازنہ مندرجہ ذیل پیش کیا جاتا ہے۔

شعری و ادبی اسلوب:۔ صحافت میں شعر و ادب کی زبان کا چلن بہت قدیم ہے قدیم صحافت پر ادبیت کی چھاپ نظر آتی ہے۔ اس اسلوب میں اسلوب زبان کے ہر پہلو کو استعمال کرتے ہوئے۔ تشبیہ استعارہ مجاز اور علامت میں بات کرتے ہوئے ابلاغ کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ضائع، بدائع، مترادفات، روزمرہ محاورات، ضرب الامثال کا استعمال تحریر کی جان ہے۔ صحافت کے لیے صحیح ترین ابلاغ کی ضرورت ہوتی ہے جسے معروضی اور خارجی نقطہ نظر سے بیان کیا جاتا ہے۔ ہر ادیب اپنے نقطہ ءنظر مشاہدے تجربے اور اسلوب کے لحاظ سے ان علاقوں کو استعمال کرتا ہے۔ ادب میں مستقل موضوعات کو دیکھا جاتا ہے۔ جبکہ صحافت ہنگامی نوعیت کے واقعات کو ہنگامی طور پر پیش کرتی ہے۔ ایک ہنگامی واقعہ فوری ذہنی ردِّعمل کے طور پر کسی اور حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ ادب داخلی اظہار کی وجہ سے مستقل اقدار کا حامل ہے۔ حادثات جرائم اور واقعات کی خبریں ایک ادیب کو روح عصر یعنی زمانے کی نبض پہچاننے میں مدد تو دے سکتے ہیں مگر ضروری نہیں کہ وہ کسی ادب بارے کی تحقیق کے لیے فوری طور پر ایک بنیاد کا کام دے۔ ادیب کسی نہ کسی فلسفے کی نمائندگی کرتا ہے۔ فلسفے کو اپنے ہتھیار کے طور استعمال کرتا ہے۔ لیکن صحافت میں گہرے اور دقیق غور وفکر کی گنجائش نہیں ہوتی۔ البتہ اخبار کی پالیسی اور نقطہ نظر کو ضرور ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ زبان کے لحاظ سے ادب اور صحافت دو مختلف اسالیب ہیں۔

علمی و فکری اسلوب:۔ علمی اور فکری تحریریں مخصوص بیانات تقریضات اور تشریحات کا رنگ لیے ہوتی ہیں۔ ہر علم کو مخصوص الفاظ میں بیان کر کے معنی مخصوص اور متعین کرتے ہیں جنہیں اصطلاح کہتے ہیں۔ ایک علم وفن کی اصطلاح بعض اوقات دوسرے علم وفن کو جاننے کے لیے اجنبی ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایک علم کی شاخ دوسرے علم کو جاننے کے لیے اجنبی ہوتی ہے۔ اور ایک دوسرے پر امتیازی حیثیت کی حامل ہو جاتی ہے۔ علمی و فکری اسلوب گہرے غور وفکر کا حامل ہوتا ہے۔ اس میں منطق اور استدلال کا استعمال کرتے ہیں۔ فلسفیانہ مراحل طے کئے جاتے ہیں۔ ایک منسفی کا نقطہ ءنظر ذاتی بھی ہو سکتا ہے۔ اور کسی منطقی سوچ کا نتیجہ بھی اس میں اسباب اور وجوہات پر بحث ہوتی ہے۔ جو بعض اوقات تحریری انداز میں ہوتی ہے۔ علمی اسلوب میں تشریح اور تعریف کا عمل دخل بھی ہوتا ہے۔ کسی بات کو بار بار مختلف مثالوں سے سمجھانا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس صحافت میں گہرا علمی اسلوب کام نہیں آسکتا۔ صحافت صرف انہی الفاظ کو استعمال کرتی ہے۔ جو عام قاری کی سطح کو چھوتی ہو۔ جن کا مفہوم واضح اور عام ہو۔ مخصوص علم کے معنی اور ردیفوں کو کیوں کر بیان کرنا پڑتا ہے۔ الفاظ اور اصطلاحات کو صرف انہی معنوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ جو قبول عام کا درجہ رکھتی ہوں۔ صحافت کا اسلوب گہرے غور وفکر یا منطقی نتیجوں کا حامل نہیں ہوتا۔ بلکہ فوری ردِّعمل اور مجموعی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ خواہ وہ فکری اور منطقی طور پر درست نہ بھی ہوں اس میں اسباب اور وجوہات کا بیان بھی ہوتا ہے۔ ایک صحافی کو چونکہ ہر موضوع اور مضمون کو تحریری طور پر پیش کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اسے گہرائی سے زیادہ مضمون کی افادیت پر نظر رکھنا ہوتی ہے۔ علمی انداز صحافتی انداز سے انتہائی مختلف ہے۔

مذہبی اور اساطیری اسلوب:۔ مذہبی اور اساطیر اسلوب بنیادی طور پر تخلیق، خالق، اور مخلوق کا علاقی بیان ہے۔ اس میں تشبیہ اور استعارہ کا مخصوص استعمال ہوتا ہے۔ قدیم دیومالائی ادب میں تخلیق کائنات کی کہانی ادبی رنگ میں بیان ہوتی ہے۔ تصوّف میں بعض فکری موضوعات کا مفہوم ہے۔ اس کی اقدار اپنی ہیں۔ مذہبی اسلوب میں خوف اور امید شِدّت سے کارفرما ہیں۔ داستان گوئی اور جذبات آخر یہی اس کا طرّہ امتیاز ہے۔ یہ اسلوب عموماً تقریری انداز میں سامنے آتا ہے۔ اسے ناصحانہ انداز بھی کہا جاتا ہے۔ صحافت میں یہ اسلوب کام نہیں دیتا۔ یہ مسائل معلومات فراہم کرنے اور تبصرہ کرنے کی حد تک زیر بحث آسکتے ہیں۔ ادبی اور علمی بیان کسی طرح سے خبر ہی کے ابلاغ کا نام ہے۔ لیکن وہاں پر بات خالق کے حوالے سے ہوتی ہے۔ صحافت میں دنیا کے بکھیڑوں کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ صحافت کا اسلوب امید و بیم کی بجائے دلچسپی اور واقفیت تک محدود ہوتا ہے۔ صحافتی اسلوب میں داستان طرازی اور جذبات آخر ہی سے کام نہیں چلتا۔ یہ اسلوب تقریری کی بجائے تحریری ہوتا ہے۔ اور ناصحانہ کی بجائے دوستانہ۔

fb.com/pakeducationinfo
allthebestessay.blogspot.com

دفتری اور قانونی اسلوب:۔ زبان کا دفتری اور قانونی انداز نکات کے بیان اور واقعے کی صحت اور عدم صحت وتحسیت اور مبالغے سے پرہیز اور شہادتوں پر مبنی ہوتا ہے۔ اس میں مصروفیت کا عنصر اس قدر غالب ہوتا ہے کہ یہ ایک عام قاری کے لیے ایک خشک اسلوب بن کر رہ جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں صحافتی انداز میں ہر نکتے کا بیان ضروری نہیں ۔ یہ واقعات کے بیان پر مبنی ہوتا ہے۔ اس کی وجہ اس کی ہنگامت خیزی ہے۔ دفتری اور قانونی انداز کی قطعیت کی خاصیت تو صحافتی زبان میں بھی درکار ہوتی ہے لیکن یہ قاری کو دلچسپی سے محروم نہیں رکھتا۔ شہادتیں اور بیانات اس میں بھی لیے جاتے ہیں ۔لیکن صحافی منصف کے فرائض سرانجام نہیں دیتا۔ وہ تمام تر شہادتوں سے پیدا ہونے والی مجموعی رائے کو پیش کرتا ہے۔ لیکن قول فیصلہ دینے سے قاصر ہوتا ہے۔

عامیانہ اور روزمرّہ انداز:۔ بازار اور لین دین کی زبان عموماً وہ نہیں جو تحریروں میں پیش کی جاتی ہے۔ پھر بھی ادبیات میں اضافے ناول ڈرامے میں بعض اوقات کرداروں اور ماحول کے حوالے سے اس زبان کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ صحافت میں یہ زبان استعمال نہیں ہوتی ۔خصوصاً فحش الفاظ اور جملے جو روزمرہ کا معمول ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ کسی مقرر کی گالی گلوچ بھی ان الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتی۔